# قائد کی بلوچستان میں آمد

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

آل انڈیا مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو حصول پاکستان کی منزل کا تعین کیا- مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے ہندوستان کے دورے کیے- اس عرصہ میں وہ بلوچستان میں کئی بار تشریف لائے اور بلوچستان کے کئی شہروں میں مسلم اجتماعات سے خطاب فرمایا- جسکی روئیداد حسب ذیل صفحات میں قلمبند کی جارہی ہے-

۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محترمہ مس فاطمہ جناح کے ہمراہ پہلی بار کوئٹہ تشریف لائے تھے- ان کا شاہانہ جلوس کوئٹہ اسٹیشن سے ساڑھے نو بجے صبح روانہ ہوکر ساڑھے بارہ بجے دفتر مسلم لیگ قندھاری بازار میں ختم ہوا- جلوس کے لئے شہر کے مختلف حصوں میں تیرہ دروازے مثلاً باب پاکستان، باب جناح، باب علی، باب حسین، باب فاطمہ، باب اقبال، باب الفتح، باب عیسیٰ وغیرہ شاندار پیمانہ پر بنائے اور سجائے گئے تھے- جلوس میں پچاس ہزار کے قریب افراد شامل تھے- اس اجتماع میں عام لوگوں کے علاوہ مسلم نیشنل گارڈز کے دستے، بلوچستان کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے رضا کار مندوبین، بلوچستان مسلم لیگ کے اراکین اور معزز حضرات، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان بچے، غیر مسلم حضرات کے گروپ، خاکساروں کے سوار اور پیدل دستے موجود تھے-

مسلمانان کوئٹہ نے بلوچستان مسلم لیگ اور سٹی مسلم لیگ کوئٹہ کے ماتحت اسی دن خیرات تقسیم کرنے کے وسیع انتظامات کیے تھے- مختلف سڑکوں اور گلیوں پر عرق گلاب، عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ اور مختلف قسم کے شربتوں سے سبیلیں چلائی گئی تھیں- اس کار خیر میں غریب اوسط اور امیر طبقے کے مسلمان سب شریک تھے-

جلوس کے اختتام پر قائداعظم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اگر کوئی بادشاہ بھی ہوتا تو آج کے اس بڑے جلوس پر فخر کر سکتا تھا- مسلم لیگ نے مسلمانوں کی عزت بڑھائی ہے- آج مسلم لیگ کی آواز نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں بلند ہو رہی ہے- آپ اگر مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے منظم ہو جائیں تو مجھے کوئی شک نہیں کہ ہم متحد ہو کر پاکستان لے کر ہی رہیں گے-

قائداعظم نے کوئٹہ میں اپنے قیام کے دوران روزانہ ملاقات کا وقت ساڑھے دس بجے صبح سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک مقرر کیا تھا- جس میں پبلک کا ہر ایک شخص مل سکتا تھا- اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے متعدد صاحبان

نے آپ سے ملاقات کی۔ ان میں پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے تاثرات پر مبنی ایک مضمون بھی تحریر فرمایا[۲]۔ یکم جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم کی موجودگی میں بلوچستان کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ سالانہ انتخاب میں قاضی محمد عیسیٰ خان، صدر، میر جعفر خان جمالی اور میر محمد علی خان، نائب صدر اور سردار غلام محمد خان ترین، جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

۲ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے جامع مسجد کوئٹہ میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ شام کے وقت صوبائی مسلم لیگ کے پنڈال (واقع اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ) میں رسم پرچم کشائی ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی جھنڈا سرزمین پاکستان میں بلند کیا جائے گا۔ پاکستان کی کنجی مسلمانان بلوچستان کے ہاتھ میں ہے[۳]۔

۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس کی پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا ''ایسا شاندار اجتماع مسلمانان بلوچستان کی سیاسی بیداری کا ثبوت ہے۔ ہندوستان کے شہر تو شہر، دیہات میں بھی پاکستان کا مقصد خوب پہنچ چکا ہے۔ مسلمان اس کے حصول میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہیں کریں گے''[۴]

بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس کی دوسری نشست منعقدہ ۴ جولائی ۱۹۴۳ء سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا ''مسلمانو! سستی اور سستی دونوں چھوڑ دو۔ تعلیم اور تجارت سے قوت حاصل کرو۔ مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں، آپ سب کچھ حاصل کر سکیں گے۔''[۵]

اسی اجلاس میں مسلمانان بلوچستان کی طرف سے قاضی محمد عیسیٰ نے اسلامی تلوار قائداعظم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ قائداعظم نے کہا تھا ''تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے۔ صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی۔ نہ کہ کسی پر ظلم کرنے کے لئے۔''[۶] ۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے گورنمنٹ سنڈیمن ہائر سیکنڈری سکول کا معائنہ بھی فرمایا تھا اور اپنے خطاب میں نوجوانوں کو دنیا کے حالات سے بخوبی طور پر باخبر رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا ''میں امید کرتا ہوں کہ جب میں دوسری بار آؤں گا تو آپ کے اس کالج کو ڈگری بنا ہوا دیکھوں گا اس وقت آپ کا کالج نہ ادھر ہے نہ ادھر''[۷]۔ ملحوظ خاطر رہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہی یہ ہائر سیکنڈری سکول صحیح معنوں میں کالج بنا، جو اب سائنس کالج ہے۔ بیشتر ازیں ۴ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے شاندار اجلاس سے بھی خطاب فرمایا تھا۔ ان دنوں سردار خیر محمد خان، صدر اور نذر محمد، جنرل سیکرٹری تھے۔

قائداعظم کے بلوچستان کے ۱۹۴۳ء کے پہلے دورے پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مسلم نے کہا تھا آج بلوچستان میں جس عزت اور محبت کی نگاہ سے قائداعظم دیکھے جاتے ہیں اس نظر سے کبھی کوئی سیاسی رہنما نہیں دیکھا

گیا[۸]۔

ستمبر ۱۹۴۵ء میں قائداعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح کے ساتھ جب دوسری بار بلوچستان تشریف لائے تو آپ نے قوم کو چاندی کی گولیاں "(Silver Bullets)" دینے کو کہا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ میں آزادی کی جنگ لڑ کر تمہیں پاکستان دوں گا[۹] - اس کے جواب میں ایک بلوچستانی مسلمان نے نام ظاہر کئے بغیر چاندی کی دو سلاخیں بھجوائیں جن کا وزن ساڑھے پانچ ہزار تولہ یعنی کوئی ڈیڑھ من تھا-

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم کئی بار کوئٹہ تشریف لائے - ۱۳ جون ۱۹۴۸ء کو پارسی جماعت کوئٹہ کی ایک دعوت میں قائداعظم نے شرکت کی اور کہا کہ میری حکومت اور خود میری یہ پالیسی ہے کہ رنگ یا نسل کے امتیاز کے بغیر ہر فرقے کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ کیا جائے - ۱۴ جون ۱۹۴۸ء کو اسٹاف کالج کوئٹہ کے آفیسروں کو خطاب میں کہا کہ ''جب آپ حلف اٹھاتے وقت کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین اور مملکت کا وفادار رہونگا تو میری خواہش ہے کہ آپ ملک کے آئین کا مطالعہ کریں اور آئین کی تمام پیچیدگیوں کو مدنظر رکھیں''[۱۰]-

۱۵ جون ۱۹۴۸ء کو آپ نے کوئٹہ بلدیہ کے ایک استقبالیہ میں پچاس ہزار کے مجمعے میں شرکت کی - سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا-''کہ مجھے یہ دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے کہ پاکستانیوں میں صوبائی عصبیت کا زہر موجود ہے- انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ ''وہ یہ بھول جائیں کہ وہ بلوچی، پٹھان، سندھی، پنجابی اور بنگالی ہیں- بلکہ خود کو اول و آخر صرف پاکستانی سمجھیں''[۱۱]-

## قلات

کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے سو میل یعنی ۱۶۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر قلات ہے- جو سابقہ ریاست قلات کا صدر مقام بھی تھا- ۱۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو صبح دس بجے حضرت قائداعظم قلات تشریف لے گئے- آپ کے ہمراہ محترمہ فاطمہ جناح اور قاضی محمد عیسیٰ خان بھی تھے- آپ کو اعلیٰ حضرت خان آف قلات نے مدعو کیا تھا- ۲۶ جون ۱۹۴۳ء کو جب قائداعظم کوئٹہ تشریف لائے تھے تو سب سے پہلے جن صاحبان نے استقبال کیا تھا ان میں خان قلات کے پرائیویٹ سیکرٹری عبدالرؤف بھی تھے-

۲۸ جون ۱۹۴۳ء کو جنہیں قائداعظم نے شرف ملاقات بخشا ان میں مسٹر عبدالرؤف' بی-اے (علیگ) سیکرٹری ہز ہائنس والئی قلات (پندرہ منٹ) شامل تھے- شہزادہ عبدالکریم قائداعظم کو کوئٹہ سے لے کر گئے- حدود ریاست سے قائداعظم کا پرشکوہ استقبال کیا گیا، جس میں ریاستی حکام بھی شامل تھے- ریاست کی سرحد پر ناظم صاحب ساراوان نے استقبال کیا- مستونگ کے سردار میر بہرام خان' وزیر عدلیہ نے ریاست قلات کی طرف سے قائداعظم کا

خیر مقدم کیا اور چائے پارٹی دی- قلات سے قریب خان بہادر محمد نواز خان اسٹنٹ وزیر اعظم نے حضرت قائداعظم کو خوش آمدید کہا- قلات میں ہزاروں افراد نے جو قائداعظم کو دیکھنے کے لئے بے قرار تھے، ان کا پرجوش خیر مقدم کیا- قلات کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا- ریاست کی فوج نے ان کی خدمت میں نصف میل کا گارڈ آف آنر پیش کیا- چاند باغ میں اعلیٰ حضرت خان آف قلات نے جناح صاحب کا خیر مقدم کیا-

قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کو پہلے چاندی اور سونے میں تولا گیا اور دونوں کے وزن کے برابر چاندی اور دونوں کے وزن کے برابر سونا آپ کی نذر کیا گیا-

قائداعظم کی آمد کے موقع پر قلات میں عشائیہ دیا گیا- جس میں تقریر کرتے ہوئے خان قلات نے جناح صاحب کی تشریف آوری پر بہت مسرت ظاہر کی اور کہا کہ جناح صاحب کروڑوں مسلمانوں کے بلا اختلاف رہنما ہیں- جن کی تشریف آوری نے قلات کی عزت بڑھا دی-

قائداعظم تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو مسرت خیز تالیاں بجیں- انہوں نے خان صاحب کا شکریہ ادا کیا اور بلوچ مسلمانوں کی بیداری کا بھی شکریہ ادا کیا- جس کو انہوں نے ہر جگہ دیکھا تھا- قائداعظم کو ایک خوبصورت خیمہ میں ٹھہرایا گیا- یہ ان کی زندگی کا پہلا تجربہ تھا جس سے بہت مسرور ہوئے- واپسی پر بمقام مستونگ پھر ان کو دعوت دی گئی- اس مرتبہ وزیر اعظم قلات نے ان کی دعوت کی جس میں قلات کے دوسرے عہدیداران بھی شریک تھے-

قائداعظم نے قریباً دو سال بعد خان قلات کے نام اپنے ایک خط مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۵ء میں اس دورے کی طرف یوں اشارہ کیا تھا- "جب مجھے قلات میں کچھ دنوں کے لئے ٹھہرنے کا موقع ملا تھا تو آپ بہت مہربانی سے پیش آئے تھے- میں نے آپ کے کیمپ میں بہت دلکشی محسوس کی تھی اور مجھے اس چھوٹے سے خوبصورت بنگلہ سے محبت ہوگئی تھی"[۱۲]-

خان معظم تحریر فرماتے ہیں کہ قائداعظم کو بلوچستان کے دورے کے موقع پر (ریاست قلات کے حکمران کی طرف سے) مکمل فوجی گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا تھا اور اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی تھی- یہ استقبالیہ اعزاز صرف وائسرائے ہند کے لئے مخصوص تھا-

قائداعظم پر (۱۹۴۳ء) جب کسی مقابلے میں یا دانستہ خاکساروں نے قاتلانہ حملہ کیا تو خان معظم نے قائداعظم کی حفاظت کے لئے اپنا ذاتی باڈی گارڈ ان کے حوالے کیا- یہ گارڈ ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء تک ان کی حفاظت پر مامور رہا-

## پشین

کوئٹہ سے تیس میل یعنی قریباً باون کلومیٹر دور ایک شہر پشین ہے جو پہلے ایک تحصیل کا درجہ رکھتا تھا اب ضلع بن چکا ہے اور یہ یقیناً پاکستان کا فیض ہے۔ ۲۵ جون ۱۹۴۳ء میں پہلی بار قائداعظم محمد علی جناح بلوچستان کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ کوئٹہ میں دوران قیام ہر روز مختلف صاحبان آپ سے ملاقات کرتے۔ ۲۸ جون ۱۹۴۳ء کو سردار غلام محمد خان ترین، جنرل سیکرٹری بلوچستان مسلم لیگ نے قائداعظم سے ملاقات کی اور قائداعظم نے آپکی دعوت پر بمقام پشین جا کر جملہ لیگی ورکرز سے تبادلہ خیالات کرنا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمانا منظور فرمایا۔ اسی پروگرام کے مطابق قائداعظم ۸ جولائی ۱۹۴۳ء کی شام کو پشین تشریف لے گئے تھے۔ ''الاسلام'' کوئٹہ کی اشاعت ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء میں مندرج ہے کہ ۸ جولائی ۱۹۴۳ء کو تاریخ میں پہلی مرتبہ سرزمین بلوچستان کی بنجر و پر عظمت پہاڑیاں جو صدیوں سے خاموش اور پر سکوت ہیں، ''قائداعظم زندہ باد اور پاکستان لے کر رہیں گے'' کے فلک شگاف نعروں سے گونجیں اور گونجتی چلی گئیں [۱۳]۔ پشین تشریف لے جاتے ہوئے آپ کے ہمراہ کونسل اور وائس کونسل ایرانی بمعہ اپنی بیگمات، قاضی عیسیٰ، محترمہ فاطمہ جناح اور میر جعفر خان جمالی تھے۔ آپ کے پیچھے پیچھے آنے والوں میں سردار محمد عثمان خان جوگیزئی، ملک جان محمد خان، سالار اعظم بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز، سیٹھ محمد اعظم اور حافظ عبدالکریم شامل تھے۔ پشین کے کچھ فاصلے پر پاکستان گیٹ نصب تھا۔ جس سے گزر کر قائداعظم اور ان کی پارٹی کو جلوس کی صورت میں شہر کے بڑے بازار سے لے جایا گیا۔ گیٹ پر غلام محمد ترین کی قیادت میں چھ ہزار لوگوں نے قائداعظم کا خیر مقدم کیا۔ تمام شہر کو دلھن کی طرح آراستہ کیا گیا تھا۔ قائداعظم کی کار کے آگے پولیس بینڈ نے جلوس کی عظمت کو دوبالا کر دیا تھا۔ جلوس میں قبائلی سردار، ملک، بچے، بوڑھے، اور نوجوان، سبھی شامل تھے۔ یہ شاندار جلوس سردار غلام محمد خان کے باغ میں جا کر ختم ہوا۔ جہاں لوگوں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ وہیں آپ کے لئے مسند بچھائی گئی تھی۔ آپ کے ایک طرف سردار غلام محمد خان اور دوسری طرف قاضی محمد عیسیٰ تشریف فرما تھے۔ قاضی عیسیٰ نے اپنی تقریر میں قائداعظم کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنے بلند پایہ لیڈر ہو کر پشین جیسی چھوٹی جگہ میں تشریف لائے۔ بعد از اں قاضی صاحب نے قائداعظم کی ان خدمات کا ذکر کیا جو انہوں نے مسلم قوم کی بہتری کے لئے سرانجام دی ہیں اور ان کے پاکیزہ اور بلند ارادوں سے حاضرین کو آگاہ کیا جو وہ اپنے دل میں مسلمانوں اور بلوچستان کے باشندوں کی بہبود و بہتری کے لئے رکھتے ہیں۔ قاضی صاحب نے مسلم لیگ کے پروگرام کی وضاحت فرمائی اور اس میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ اسے مضبوط بنایئے تاکہ ہم جلد از جلد پاکستان حاصل کر سکیں۔

قائداعظم نے اردو میں ایک مختصر اور پر مغز تقریر میں معزز میزبان اور حاضرین کا نہایت موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا جنہوں نے آپ کا شاہانہ استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ نے بلوچستان سے اپنی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے ۱۹۳۹ء میں یہاں مسلم لیگ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ''اس وقت سے لے کر ہمارا بلوچستان کے معاملات سے براہ راست تعلق ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا ہوگا کہ چار سال کے عرصے میں آپ کے صوبہ کو اسقدر اہمیت حاصل ہوگئی ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ یہ سب مسلم لیگ کی بدولت سے ہے۔ اگر آپ سب حضرات متحد ہو کر باہمی اختلافات مٹا کر اس ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہو گئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں جب آخر ہم سب خدا کے فضل و کرم سے پاکستان حاصل کریں گے، اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیں گے۔ آخر میں آپ نے دعا کی کہ خدا آپ کو خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے اور خوشحالی وفراغت نصیب کرے''[۱۴]۔

قائداعظم کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں دوصد مسلمانوں نے شرکت کی۔ اگلے روز صبح آپ کے اعزاز میں ہوائی اڈہ کے میدان میں کشتی، نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ ہوئی جسے دیکھنے کے لئے دس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔ حکام نے منتظمین کو یہاں سے جگہ بدلنے کے لئے کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ پستولیں اور بندوقیں نکال لیں اور کہا کہ جلسہ یہیں ہوگا۔ اب جگہ کا بدلنا قائداعظم کی توہین ہے جسے ہم کسی انداز میں برداشت نہیں کریں گے۔ عوامی قوت کے سامنے انگریز حکومت کو جھکنا پڑا۔

قائداعظم نے جیتنے والے کھلاڑیوں کو انعامات دیئے اور آپ نے یقین دلایا کہ اگر لوگوں نے لیگ کی تائید کی تو لیگ بھی ان کی تائید کرے گی۔ پشین میں ایک دن اور ایک رات گزارنے کے بعد روانہ ہونے سے پہلے قائداعظم نے کہا ''کاش میں ایک مہینہ یہاں رہ سکتا۔ آرام بھی مل جاتا اور کم از کم ایک لاکھ ڈالر بھی کما لیتا'' اس پر قاضی عیسیٰ نے ایک لاکھ ڈالر کے بارے میں پوچھا۔ جواب ملا ایک امریکن میگزین نے انہیں یہ پیشکش کی ہے کہ وہ اپنی سیاسی تحریک پر اگر لکھیں تو انہیں یہ معاوضہ ملے گا۔ اس میں آدھا تمہارا ہوتا۔ عیسیٰ قاضی صاحب نے عرض کیا ''غریب خانہ ہر وقت حاضر ہے۔ ضرور آرام کریں'' جواب دیا ''میرے لئے آرام کہاں؟ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے''[۱۵]۔

## مستونگ

کوئٹہ سے کراچی جاتے ہوئے تیس میل یعنی باون کلومیٹر دور ایک شہر مستونگ ہے جو سابقہ ریاست قلات کی ایک تحصیل تھی اب ضلع بنا ہے جو یقیناً پاکستان کا فیض ہے۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں یہاں قائداعظم قلات جاتے

ہوئے اورآتے ہوئے چائے پارٹی کے لئے رکتے تھے۔

۱۴ستمبر۱۹۴۵ء کو قائداعظم اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ کراچی سے کوئٹہ پہنچے، ان کی آمد ''خالص ذاتی'' تھی پھر بھی استقبال کرنے والوں کی خاصی تعداد تھی۔ ان میں قاضی محمد عیسیٰ، پرائیویٹ سیکرٹری اعلیٰ حضرت خان قلات، ملک محمد اعظم صدر سٹی مسلم لیگ اور مسٹر عبدالرؤف چیف سیکرٹری ریاست قلات بھی تھے۔ قائداعظم ریلوے اسٹیشن سے کار میں بیٹھ کر قلات ہاؤس چلے گئے۔ کوئٹہ میں ان کے میزبان قاضی محمد عیسیٰ تھے۔ وہیں چندروز قیام کے بعد قائداعظم مستونگ تشریف لے گئے جہاں وہ خان قلات کے مہمان ہوئے اورآپ شاہی باغ مستونگ کے بنگلہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اس دوران میں اعلیٰ حضرت خان قلات نے آپ کے اعزاز میں ایک پرتکلف ضیافت کی، جس میں سر فیروز خان نون کو بھی شریک ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔

مستونگ میں اپنے قیام کے دوران قائداعظم طلباء کی دعوت پر ۱۵اکتوبر۱۹۴۵ء کو ہائی سکول مستونگ کا معائنہ کرنے گئے تو سکول کے سکاؤٹوں نے آپ کو سلامی دی اور طلباء نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کے بعد ۲۲۵روپے تین آنہ کی تھیلی بھی پیش کی۔

یہ بلوچستان کی سابق ریاستوں کا پہلا سکول تھا جو ۱۹۰۴ء میں بحیثیت پرائمری سکول کھولا گیا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں مڈل اور ۱۹۳۷ء میں ہائی سکول بنایا گیا تھا۔

قیام پاکستان تک چاروں ریاستوں کا یہ واحد ہائی سکول تھا۔ اس کی عمارت یوٹائپ کی تھی جس کے صحن میں زمین پر سکول کے تمام بچوں کو بٹھایا گیا تھا اور درمیانی برآمدے میں قائداعظم کے لئے میز اور کرسی رکھی گئی جہاں وہ تشریف فرما ہوئے۔ محترمہ فاطمہ جناح ان کے ساتھ سکول تشریف نہیں لائی تھیں۔ البتہ جناب کے ایچ خورشید انکے ساتھ تھے جو ان کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھے تھے۔ اس زمانے میں بلوچستان کے مشہور رہنما میر عبدالباقی بلوچ اسی سکول میں پڑھتے تھے۔ انہیں قائداعظم کے سامنے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ ان اشعار میں سے ایک یہ تھا۔

الٰہی یہ مسلمانانِ ہندوستان کہتے ہیں
ہمیں وہ ملک دے دے جسکو پاکستان کہتے ہیں

جب میر عبدالباقی بلوچ اپنی نشست کی جانب جانے لگے تو قائداعظم نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں اپنے قریب بلایا اور اشعار والا کاغذ لے کر کے ایچ خورشید کو دیا۔ طلباء کی تعداد ایک ڈیڑھ سو تھی اس لئے کسی لاؤڈ سپیکر

وغیرہ کا انتظام نہیں تھا- قائداعظم نے اپنی گرجدار آواز میں ایک مختصر سی تقریر اردو زبان میں کی- آپ نے حصول تعلیم پر زور دیا اور کہا کہ تعلیم کے بغیر بالکل اندھیرا ہے- اگر اجالے کی طرف آنا چاہتے ہو تو تعلیم کی طرف توجہ دو- آخر میں آپ نے پر جوش انداز میں فرمایا ہم پاکستان (ضرور) حاصل کریں گے[16]- لفظ ''ضرور'' پر آپ نے زور دیتے ہوئے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز پر مکا بھی مارا تھا- بقول میر عبدالباقی بلوچ ''انکے انداز میں بلا کا عزم واعتماد تھا اور ان کی آنکھوں میں ایسی بارعب مگر دلکش چمک تھی کہ لمحات اب بھی مجھے اکثر یاد آتے ہیں اور جب بھی یاد آتے ہیں ایک ناقابل بیان لطف ملتا ہے[17]-''

قائداعظم نے وزیٹرز بک میں انگریزی میں لکھا تھا، جسکا اردو ترجمہ یہ ہے ''میں خوش ہوں کہ مجھے سکول کے معائنہ کا موقع ملا- میں نے ملاحظہ کیا کہ مستونگ جیسی چھوٹی سی جگہ میں اس قسم کا ادارہ موجود ہے جو ریاست کے زیر انتظام قابل تعریف ہے- کیونکہ یہ ادارہ برطانوی ہندوستان کے بڑے شہروں کے اسی قسم کے اداروں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہے- مجھے آئندہ ترقیاتی تجاویز کا بتایا گیا جو کہ ریاست کے زیر غور ہیں اور مجھے یقیناً امید ہے کہ اب ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنا دیا جائے گا- کیونکہ یہ جنگ ختم ہو چکی ہے''[18]-

سکول کے معائنے کے دوران قائداعظم ہاسٹل بھی تشریف لے گئے- بلوچستان کی ایک نامور علمی شخصیت سرور حسین ایوبی مرحوم وہاں استاد تھے- انکے بقول ''قائداعظم ہاسٹل میں طلباء کے نظم وضبط اور صفائی کے معیار سے بہت خوش ہوئے- مستونگ سے قریب بلوچستان بھر میں سب سے عمدہ گندم پیدا کرنے والے علاقہ دشت کی گندم سے تیار کی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا آپ نے کھایا تو روٹی کے ذائقے کی بہت تعریف کی''[19]-

مستونگ میں قائداعظم کی آمد کے موقع پر شاہی باغ سے متصل فٹبال گراؤنڈ میں سکول کی فٹ بال ٹیم کھیل رہی تھی- آپ بھی کچھ دیر اس کھیل سے محظوظ ہوئے- ان دنوں مستونگ سکول میں جو بچے زیر تعلیم تھے ان میں سے بعض کے انٹرویو لئے گئے- میر محمد یوسف کرد کا کہنا ہے- ''میں اور میر عزت کرد، اس وقت تیسری اور چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے- میرے چچا میر عبدالعزیز کرد جو اسوقت ریاست کے وزیر مصارف وعدلیہ تھے ہمیں پھولوں کے گلدستے دے کر اپنے ہمراہ قائداعظم سے متعارف کرانے لے گئے- قائداعظم نے ہم سے بہت پیار کیا اور تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی۔ ہم دونوں ان کی شخصیت سے بہت متاثر'' ہوئے''[20]-

## سبی

۲۵ جون ۱۹۴۳ء کو جب پہلی بار قائداعظم بلوچستان کے دورے پر آئے تو ساڑھے نو بجے شب سبی اسٹیشن پر سینکڑوں افراد نے آپ کا خیر مقدم کیا تھا- گاڑی ٹھہرتے ہی بلوچستان مسلم لیگ کے وفد کے اراکین میر جعفر

خان جمالی، خان عبدالغفور خان درانی اور مولانا عبدالکریم (ایڈیٹر ''الاسلام'' کوئٹہ) نے قائداعظم کی خدمت میں پہنچ کر استقبالی حضرات کا تعارف کرایا۔ نعروں کی گونج میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ قاضی رسول بخش، وائس پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ سبی اور قاضی دادمحمد صدر لیبر پارٹی پاکستان نے بلوچی طرز کی مہمانی جس میں سجی، (پختہ گوشت، خاص بلوچستان کی چیز،) پیش کی۔ سبی اسٹیشن پر میر جعفر خان جمالی، وائس پریذیڈنٹ بلوچستان مسلم لیگ کی طرف سے شاندار طریق پر کھانے کا انتظام تھا۔ گاڑی روانہ ہونے سے پہلے قائداعظم نے چند سادہ اردو جملوں میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اتحاد، اتفاق اور تنظیم ملت کے لئے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی۔ گاڑی چلتے وقت تک یہ بے تاب مجمع قائداعظم کے کمرے کے گرد پروانہ وار جمع رہا اور پھر گاڑی چل پڑنے پر فلک شگاف نعرے بلند ہوئے[21]۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل پاکستان سبی تشریف لائے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ سارا بلوچستان اور سندھ سبی کے اس چھوٹے سے شہر میں امڈ آیا تھا۔ انسانوں کا ایک سیل رواں تھا جو سبی کی سڑکوں اور بازاروں میں ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا تھا۔

دھپال کے ہوائی اڈے پر متعدد اعلیٰ سول و فوجی افسران، عمائدین اور اکابرین نے آپ کا استقبال کیا۔ بلوچ رجمنٹ کے ایک دستہ کی سلامی کے بعد قائداعظم عوام کی طرف تشریف لائے جو ایک وسیع دائرے کی صورت میں کھڑے مشتاق دیدار تھے اور قائداعظم زندہ باد، پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ قائداعظم نے پورے دائرے کا چکر کاٹا اور مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر لوگوں کے سلاموں کا جواب دیا۔ ہوائی اڈے سے لیکر ریزیڈنسی تک سڑک کے دونوں طرف ہزاروں آدمی اپنے محبوب قائد کو ایک نظر دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ شہر کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ اور سڑکوں پر دروازے بنائے گئے تھے۔ ریزیڈنسی کی چار دیواری کے باہر بھی بے شمار لوگ قائداعظم کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔ قائداعظم تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد ان میں تشریف لاتے اور ہاتھ کے اشارے سے عوام کے اشتیاق دید کا جواب دیتے[22]۔ تین ساڑھے تین بجے اعلیٰ حضرت خان اعظم قلات نے ریزیڈنسی میں قائداعظم سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات دو گھنٹے جاری رہی۔ کہا جاتا ہے کہ اس ملاقات میں پاکستان اور قلات کے متعلق بات چیت ہوئی۔

۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے ممبران شاہی جرگہ، ممبران مجلس انتظامیہ مسلم لیگ اور بلوچستان کے سول ملازمین سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔ سبی میں قریباً چار سو افسروں کو خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا تھا''

دیانت داری اور خلوص کے ساتھ کام کریں اور حکومت پاکستان کے وفادار رہیں- چاہے آپ کے ساتھ کوئی ناانصافی ہی کی جائے- مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا، کیونکہ ہم نے تہیہ کرلیا ہے کہ انصاف، مساوی برتاؤ اور استحقاق کے اعلیٰ اصولوں کو برقرار رکھا جائے اور اگر آپ کی دادرسی نہ بھی ہو تو آپ یوں سمجھیں کہ آپ کا معاوضہ آپ کا ضمیر ہے اور خدا [۲۳]-

سبی دربار منعقدہ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء میں قائداعظم کا خطاب آپ کی ماضی کی تمام تقریروں سے مختلف تھا- یہ ایک آزاد ملک کے آزاد باشندوں کا اجتماع تھا- قائداعظم نے سبی دربار میں جہاں سرداروں کو خلعتیں تقسیم کیں وہیں قاضی محمد عیسیٰ کے ایماء پر سیاسی کارکنوں کو سرداروں کے برابر جگہ دلوائی اور انہیں بھی سندیں عطا کر کے جمہوری دور کی آمد کا احساس دلایا-

قائداعظم نے اپنے خطاب میں کہا تھا ''جیسا کہ آپ جانتے ہیں بلوچستان کے ساتھ بڑی مدت سے میرے ذاتی تعلقات چلے آرہے ہیں- جب مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب اس صوبہ کے لوگوں نے میرے شانہ بشانہ ہماری آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا تو مجھے مسرت ہوتی ہے- ہمارے مقصد کے حاصل کرنے میں آپ نے جو حصہ لیا ہے وہ کسی طرح سے پاکستان کے دوسرے صوبوں میں کام کرنے والے آپ کے بھائیوں کی کوشش کے حصہ سے کم نہیں ہے'' [۲۴]-

آپ نے فرمایا کہ ملک کا آئین تیار ہونے میں کچھ وقت صرف ہوگا لیکن بلوچستان میں اس وقت تک کے لئے کوئی نہ کوئی جمہوری ادارہ قائم کرنا ضروری ہے- اس مقصد کے لئے آپ نے ایجنٹ برائے گورنر جنرل کے لئے ایک مشاورتی کونسل کے قیام کا مژدہ سنایا- اور اس خطے میں، جو برصغیر پاک و ہند میں واحد خطہ تھا اور جہاں انگریزوں نے کبھی جمہوریت کی داغ بیل ڈالنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، یہ پہلا اعلان تھا جس میں عوام کو یہ بشارت دی گئی کہ ان کے جمہوری حقوق بحال کردیئے جائیں گے-

قائداعظم نے اپنی تقریر کے آخیری حصہ میں کہا ''اس سکیم کو مرتب کرتے وقت صرف ایک ہی اصول میرے مدنظر رہا- وہ اصول اسلامی طرز حکومت کا اصول ہے- حضرات! میرا عقیدہ ہے کہ ہماری فلاح و بہبود کا راز ان سنہرے اصولوں پر عمل کرنے میں ہے جو ہمارے سب سے بڑے شارع یعنی پیغمبر اسلامؐ نے ہمارے لئے تجویز کئے ہیں''- آپ کی تقریر سے پیشتر باشندگان بلوچستان کی جانب سے نواب محمد خان جوگیزئی ممبر آئین ساز اسمبلی نے سپاس نامہ پیش کیا تھا-

یونیورسل فلم کمپنی امریکہ نے دربار کی فلم تیار کی تھی- دنیا بھر کے نامہ نگار اس دربار میں شامل ہوئے تھے- شام کو ساڑھے پانچ بجے قائداعظم نے تمام شرکاء دربار کے اعزاز میں عصرانہ دیا- ۱۵ فروری ۱۹۴۸ء کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے اراکین (حاجی محمد اعظم خان، مسعود غزنوی، سلیم جہانگیر، محمد رفیق پراچہ، عبدالرؤف، صالح محمد خان مندوخیل، محمد اکبر عبدالخالق کاسی) نے قائداعظم سے ملاقات کی- پہلے ملاقات کا پروگرام طے نہ تھا- قائداعظم نے روائتی انداز کو ختم کرتے ہوئے طلباء سے ملاقات کا وقت نکالا- جس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ انہیں طلبا سے کتنا گہرا لگاؤ تھا- اس موقعہ پر منعقدہ تعلیمی نمائش میں محترمہ فاطمہ جناح نے سنٹرل ٹریننگ سکول کے چرخہ اور بلوچستان کی معدنیات کے نمونوں کو بہت پسند کیا- موصوفہ یہ چرخہ اپنے ساتھ کراچی لیتی گئیں- مقامی حضرات نے کڑھائی اور پارچہ بافی کے کام کو بہت پسند کیا اور خواہش کا اظہار کیا کہ بارنس سکول سیوی میں اس کام کو مستقل طور پر رکھا جائے-

۱۵ فروری ۱۹۴۸ء ہی کو دن کے گیارہ بجے پریس کانفرنس تھی- تین بجے قائداعظم ہوائی جہاز کے ذریعہ واپس کراچی تشریف لے گئے تھے-

**ڈھاڈر**

سبی سے سڑک کے راستے کوئٹہ آئیں تو پندرہ میل یعنی چوبیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ڈھاڈر واقع ہے- جو سابقہ قلات ریاست کا سرمائی ہیڈکوارٹر ہوا کرتا تھا- اسی کے بعد ہی درہ بولان شروع ہوتا ہے- ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو چار بجے قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح' خان معظم قلات کی دعوت پر ڈھاڈر تشریف لے گئے- جہاں خان معظم نے ان کے اعزاز میں عصرانہ کا انتظام کیا تھا- ریاست قلات کے چیدہ چیدہ سرداروں کے علاوہ بلوچستان کے بعض ممتاز حضرات بھی اس دعوت میں شامل ہوئے مثلاً نواب محمد خان جوگیزئی- قاضی محمد عیسیٰ' میر جعفر خان جمالی اور نواب ارباب کرم خان- محترمہ فاطمہ جناح کو بیگم صاحبہ خان قلات نے چائے کی دعوت دی، جس میں قلات کی باپردہ ممتاز خواتین شامل ہوئیں-

**زیارت**

کوئٹہ سے شمال مشرق کی جانب زیارت ۷۵ میل یعنی ۱۲۰ کلومیٹر اور سطح سمندر سے ۸۵۰ میٹر کی بلندی پر واقع ہے- قائداعظم جون- جولائی ۱۹۴۳ء میں پہلی بار بلوچستان تشریف لائے اور ۱۴ جولائی ۱۹۴۳ء کو ناشتے کے بعد آنریبل سر آبرے مٹکاف اے جی جی بلوچستان کی دعوت پر زیارت تشریف لے گئے- ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو بعد از چائے دوپہر زیارت سے کوئٹہ واپسی ہوئی-

۱۷ اجولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے اورینٹ پریس کو حسب ذیل بیان دیا تھا۔ ''میں نے اپنے قیام زیارت کے دوران ایجنٹ گورنر جنرل سے ملاقات کی۔ مسلمانان برٹش بلوچستان کے مطالبات کی طرف میں نے ایجنٹ مذکورہ کی توجہ دلائی اور مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا جو کہ برٹش بلوچستان کے معاملات میں آخری فیصلہ کن حق رکھتی ہے ان مطالبات پر نہایت احتیاط سے غور کرے گی''[۲۵]۔

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے زیارت[۲۶] کو اپنا گرمائی صدر مقام بنایا۔ ''زیارت'' وہ مقام حسن (Beauty Spot) ہے جہاں انسان فطرت کی سحر کاریوں سے مسحور ہو کر اپنا دکھ درد بھول جاتے ہیں۔

زیارت کے قیام کے دوران (جسکی ابتداء، ۱۷ جون ۱۹۴۸ء کو ہوئی) قائداعظم نے کئی مقامی سرداروں اور عام لوگوں سے ذاتی دوستی قائم کر لی تھی۔ چنانچہ آپ ان سے بڑی بے تکلفی سے ان کے گھر بار کا حال احوال دریافت فرماتے۔ یہ لوگ بھی انہیں بابائے محبت کے لقب سے پکار کر اپنے دل کی بات بے تکلفی سے بیان کرتے۔ زیارت کے بعض بزرگ مثلاً حاجی بابو خان پانیزئی، سردار مراد خان سارنگزئی اور سردار وہاب خان پانیزئی مرحوم انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہیں قائداعظم کو بہت قریب سے دیکھنے اور بے تکلفی سے بات چیت کرنے کا موقع ملا۔ یہ انہی بزرگوں کی روایت ہے کہ زیارت میں انتہائی نقاہت کے زمانہ میں قائداعظم اکثر ان غریب اور نادار گڈریوں پر رشک کیا کرتے تھے جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے، لاٹھی سے بھیڑ بکریوں کو ہانکتے پہاڑوں کی چوٹیوں پر دوڑتے کودتے پہنچ جاتے تھے۔

''زیارت'' میں اقامت پذیری کے دوران ایک روز قائداعظم خواجہ ناظم الدین سے ڈھاکہ کوئی اہم بات کرنا چاہتے تھے اور اپنے پی۔اے سے جلد فون ملانے کو کہا۔ ان دنوں بات بمبئی اور کلکتہ کی ٹیلی فون لائینوں سے ہوتی تھی۔ پی۔اے نے کوشش کی لیکن بمبئی کا ٹیلیفون آپریٹر توجہ نہ دے رہا تھا۔ وہیں سردار عبدالرب نشتر مرحوم بھی موجود تھے انہوں نے بھی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ بمبئی ایکسچینج کا آپریٹر ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا اتنے میں قائداعظم نے پوچھ لیا کہ اب تک کال کیوں نہیں ملائی گئی۔ پی۔اے۔ نے گھبرائے ہوئے انداز میں صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس پر آپ خود بمبئی والے آپریٹر سے مخاطب ہوئے۔

''ہیلو! کون؟''

''جناح سپیکنگ'' آواز میں تمکنت اور رعب تھا، اور اس کی وجہ سے آناً فاناً ڈھاکہ تک لائنیں ملا دی گئیں۔ یہ وہی آواز تھی جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق سکھایا تھا اور اسی صداقت پسند آواز سے ان کے مدمقابل گھبرا اٹھتے تھے۔ ان کی اس خوبی کے بارے میں بلوچستان کے ایک شاعر جناب بشیر فاروق نے بہت پہلے کہا

تھا-

ہیبت سے اس کی لرزہ بر اندام ہیں حریف
گو جان میں ناتواں ہے محمد علی جناح

۱۴اگست ۱۹۴۸ء کو پاکستان کی پہلی سالگرہ تھی- قائداعظم زیارت میں آرام فرما تھے- وہیں سے قوم کے نام اپنے پیغام میں آپ نے فرمایا-

''قدرت نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے آپ بے حد وحساب وسائل کے مالک ہیں- آپ کی مملکت کی بنیاد پڑ چکی ہے اور اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کریں اور جتنی جلد اور جس قدر خوبصورت ممکن ہو سکے- خدا آپ کا حامی و ناصر ہو- پاکستان زندہ باد''-

۲۴اگست ۱۹۴۸ء کو صبح آٹھ بجے زیارت میں قائداعظم نے چہل قدمی کے لئے وقت رکھا تھا- لیکن ڈاکٹر صاحب وقت پر نہ پہنچ سکے- اس لئے یہ پروگرام ملتوی کر دیا- قائداعظم نے ڈاکٹر صاحب سے کہا ''میں اپنے معالجوں سے پابندی وقت کی توقع رکھتا ہوں''- یہ تھی ان کی پابندی اوقات اور اصول پرستی، جو ان کی زندگی کے نازک ترین اور کٹھن ترین لمحات میں بھی قائم و دائم رہی-

زیارت [۲۸] ہی میں بلوچستان کے ایک لیڈر نے ملاقات کا وقت مانگا- قائد نے اس کی درخواست پر لکھی ڈال کر واپس کر دی- کوئی تین مرتبہ ایسا ہوا تو ملٹری سیکرٹری نے خود جا کر عرض کیا کہ یہ ملاقات کا خواہشمند شخص سیاسی لحاظ سے اہم ہے آپ مل لیں- اس پر قائد نے اس فائل پر لکھا کہ یہ شخص فلاں تاریخ کو مجھ سے ملا تھا اور اس نے ملاقات میں جان بوجھ کر ایک جھوٹ بولا تھا- میں کسی جھوٹے شخص سے نہیں مل سکتا-

زیارت ہی میں جب قائد زیر علاج تھے انہوں نے کھانا چھوڑ دیا- جس پر ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش پریشان ہو گئے- وہ قائد کی بہن کے پاس گئے اور پوچھا کہ آپ کے بھائی کو کچھ کھانے پر کیسے آمادہ کریں- کوئی ان کی خاص پسند کا کھانا بتائیں- مادر ملت نے بتایا کہ بمبئی میں ہمارے پاس ایک باورچی ہوا کرتا تھا جو کچھ ایسے کھانے تیار کرتا تھا کہ بھائی ان کو بڑے شوق سے کھاتے تھے- مزید دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ لائل پور (فیصل آباد) کا رہنے والا تھا- چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے پنجاب حکومت سے درخواست کہ اسے فوراً تلاش کر کے زیارت بھجوایا جائے- پنجاب حکومت نے اس لا پتہ باورچی کو تلاش کر لیا اور فوراً ہی زیارت بھجوا دیا- کھانے کی میز پر قائد کے مرغوب کھانے لگ گئے- انہوں نے ان کی طرف تعجب سے دیکھا اور خاصا کھانا کھا لیا- سب بہت خوش ہوئے- کھانے کے بعد قائد نے پوچھا تو بتایا گیا کہ فلاں باورچی تلاش کیا گیا ہے اور اس نے آپ کی پسند کا کھانا بنایا ہے- پوری بات سننے کے بعد قائد

نے بہن سے پوچھا اس کی تلاش اور یہاں بھجوانے کا خرچ کس نے دیا۔عرض کیا گیا کہ اپنی پنجاب حکومت نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔کسی غیر نے تو خرچ نہیں کیا۔لیکن قائد نے باورچی سے متعلق فائل منگوائی اور اس پر لکھا کہ کسی گورنر جنرل کی پسند کا باورچی اور کھانا فراہم کرنا حکومت کے کسی ادارے کا کام نہیں ہے۔گورنر جنرل کی ذاتی پسند ناپسند سے حکومت کا کیا تعلق۔خرچ کی تفصیل تیار کی جائے تاکہ میں یہ اپنی جیب سے ادا کرسکوں۔اور پھر ایسا ہی ہوا۔

بلوچستان کے صف اول کے ایک صحافی، براڈ کاسٹر اور نامور دانشور عبدالصمد درانی اپنے ایک مضمون[29] میں لکھتے ہیں: (جس کا راقم الحروف عینی شاہد ہے) قائداعظم سے بے پناہ عقیدت کا نتیجہ تھا کہ بلوچستان میں ان کی نماز جنازہ (غائبانہ) کے موقع پر بلوچستان کے ایک عام شہری سے لے کر خان معظم میر احمد یار خان تک سبھی رو رہے تھے۔

باعیدہ ہیں زمین وطن کی نمو میں وہ
مضطر ہیں مثل شعلہ ہمارے لہو میں وہ (سید عابد علی عابد)

بحر ہستی میں اسلام کی لہر تھا
قائد ہند کیا قائد دہر تھا (احمد ندیم قاسمی)

## حوالہ جات


۱۔ ہفت روزہ الاسلام، کوئٹہ، ۲ جولائی ۱۹۴۳ء

۲۔ ایضاً، ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء، ۲؛ پروفیسر محمد باقر، دو ملاقاتیں، سالنامہ کواپریشن، لاہور، ۱۹۵۵ء، ۶-۲۲

۳۔ ایضاً، ۳ جولائی ۱۹۴۳ء، ۱

۴۔ عصر جدید، کلکتہ، ۴ جولائی ۱۹۴۳ء؛ الاسلام، ۴ جولائی ۱۹۴۳ء، ۲

۵۔ الاسلام، کوئٹہ، ۶ جولائی ۱۹۴۳ء، ۳

۶۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، لاہور، ۱۹۹۱ء، ۱۶۱

۷۔ الاسلام، ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء، ۱

۸۔ عصر جدید، کلکتہ ۲۴ جولائی ۱۹۴۳ء

۹۔ روزنامہ انقلاب، لاہور، ۱۲۲ کتوبر ۱۹۴۵ء

۱۰- کوئٹہ اور سبی میں قائداعظم کی تقریریں، کوئٹہ، ۱۹۶۰ء، ۲۶-۳۵

۱۱- عبدالصمد درانی، قائداعظم اور بلوچستان، اولس (پشتو)، کوئٹہ، ستمبر ۱۹۶۶ء

۱۲- ایضاً، ۱۵ اپریل ۱۹۴۵ء؛ الاسلام، ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء، ۱

۱۳- الاسلام، ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء، ۱

۱۴- ایضاً

۱۵- الاسلام، کوئٹہ، ۹ جولائی ۱۹۴۳ء

۱۶- پاسبان، کوئٹہ، ۴، ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

۱۷- حرمت، راولپنڈی، ۶ تا ۲۶ اگست ۱۹۸۱ء، ۴۲۱

۱۸- ڈاکٹر انعام الحق کوثر، تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، کوئٹہ ۱۹۷۷ء، ۱۷۸

۱۹- ڈاکٹر انعام الحق کوثر، جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، کوئٹہ، ۱۹۹۱ء، ۲۳۱، ۲۳۲

۲۰- ایضاً، ۲۳۰، ۲۳۱

۲۱- الاسلام، یکم جولائی ۱۹۴۳ء

۲۲- پاسبان، ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء

۲۳- ایضاً، ۳۰ فروری ۱۹۴۸ء

۲۴- کوئٹہ اور سبی میں قائداعظم کی تقریریں، کوئٹہ، ۱۹۴۸ء

۲۵- عصر جدید، کلکتہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء

۲۶- انعام الحق کوثر، جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، لاہور، ۱۹۹۱ء

۲۷- الاسلام، کوئٹہ، ۲۷ جولائی ۱۹۴۳ء

۲۸- شمس الملک نے رلا دیا، عبدالقادر حسن، روزنامہ جنگ، کوئٹہ ۲ جولائی ۱۹۹۵ء

۲۹- قائداعظم اور بلوچستان، عبدالصمد درانی، اولس (پشتو)، کوئٹہ، ستمبر ۱۹۶۶ء

# NEW PUBLICATIONS OF NIHCR

## Uchchh: History and Architecture

(2nd Revised Edition)

Ahmad Nabi Khan

Among the several ancient cities of the Pakistan Uchchh stands out more prominently whose birth, adolescence and climax is identified with local cultural traditions of the region. The present monograph attempts at covering these aspects in details, based on original or authoritative sources. The description of architectural monuments accompanies monochrome and polychrome photographic plates as well as line-drawings of plans, elevations and sections of more prominent undertakings.

## ترک اسلامی ریاستوں کی مختصر تاریخ

تاریخ زندہ قوموں کا حافظہ ہوتی ہے جس سے وہ ماضی سے سبق حاصل کر کے اپنے حال و مستقبل کو سنوارتی ہیں۔ تاریخ انہیں خود آگہی عطا کر کے حیات لازوال سے ہم آغوش کرتی ہے۔ یہی محرکات تھے جن کے تحت ''اتاترک سپریم کونسل برائے ثقافت، زبان، تاریخ'' اور اسلامک کانفرنس کی تنظیم کے ''مرکز تحقیق برائے اسلامی تاریخ، فن و ثقافت'' انقرہ، نے A Short History of Turkish Islamic States لکھوانے کا منصوبہ بنایا جس میں اسلام سے پہلے کے ادوار سے لے کر موجودہ دور تک ترکوں کے زیرنگرانی قائم ہونے والی مختلف ریاستوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا گیا اور اس ضمن میں عالمی استعمار کی ریشہ دوانیوں پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا کا اردو ترجمہ تاریخ کے معروف اسکالر پروفیسر منور علی خان نے انجام دیا ہے۔

## نوائے وقت اور تحریک پاکستان

### منتخب مضامین: ۱۹۴۴ء۔۱۹۴۷ء

مرتبہ عذرا وقار

روزنامہ نوائے وقت نے تحریک پاکستان کو فروغ دینے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۴ء۔۱۹۴۷ء کے دوران قیام پاکستان کے حوالے سے مختلف موضوعات پر بحث و مباحثہ ہوا جو کہ مختلف مضامین کی شکل میں روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئے۔ اس سے تحریک پاکستان کے مقاصد کو اجاگر کرنے میں بہت مدد ملی۔ ان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مضامین کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے تاکہ قارئین اس سے مستفید ہوسکیں۔